© rasailojaraid.com

ماحول پر قابو کس طرح حاصل کیا جائے؟

ڈاکٹر میر ولی الدین، ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی (لندن) بیرسٹر ایٹ

(قسط نمبر ۳)

یا یوں کہو کہ ہماری زندگی ایک تربیت گاہ ہے۔ حق تعالیٰ ہمارے معلم اور استاد ہیں، روز مرہ کے واقعات اور حادثات وہ آلات ہیں جن کے ذریعہ ہماری سیرت کی تکمیل کی جارہی ہے۔ دنیا کی مثال ایک "روح ساز وادی" سے دی جاتی ہے۔ یہاں کبھی غم کے مضراب سے اور کبھی خوشی کے تاروں سے سیرت کے خفتہ نغمے بیدار کیے جاتے ہیں! راحت وغم، بلا و طرب، لذت والم ہمیں اپنا سلوک طے کرنے میں مدد دے رہے ہیں، دونوں ہمارے لیے خیر ہیں، ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی ہے

بس زبونِ وسوسہ باشی دلا
گر طرب را باز دانی از بلا

موت وحیات کی تخلیق، قرآن حکیم کے الفاظ میں، اس لیے ہوئی ہے کہ اس امر کی آزمائش کی جائے کہ ہم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک ع ۱)

جب حقیقت یہ ہے تو عارف نہ زندگی کے تغیرات سے گھبراتا ہے نہ ان سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے، یہ تو اس کی تادیب و تزکیہ کے لیے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ ان تغیّرات و تحوّلات سے وہ اسی طرح سبق لیتا ہے جس طرح کہ ایک ذہین و محنتی طالب علم استاد کی تقریر و تعلیم سے استفادہ کرتا ہے اپنے جہل کو دور کرتا ہے، اپنے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اپنے دماغ کا خیالات فاسدہ سے تخلیہ کرتا ہے! ان واقعات و تغیرات کی حیثیت اس کی نگاہ میں ایک پردہ کی سی ہے اور اس پردے کے پیچھے وہ حق تعالیٰ ہی کو مصروف عمل دیکھتا ہے اور شیخ جیلانیؒ کے الفاظ میں حق تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

رب اشهدنی مطلق فاعلیتک فی کل مفعول حتی لا ارٰی فاعلا غیرک لا کون مطمئنا تحت جریان اقدارک منقادا لکل حکم۔

اے پروردگار مجھے ہر شئی میں اپنی فاعلیت کا مشاہدہ نصیب کر تاکہ ترے سوا کسی کو فاعل نہ دیکھوں تاکہ تیرے اقدار کے جاری ہونے سے مطمئن ہو جاؤں اور تیرے ہر حکم کا مطیع و فرماں بردار ہو جاؤں۔

اسی علم و عرفان کے ایک متوالے کی زبان سے یہ سریلے نغمے نکلے ہیں:

یاریست مرا ورائے پردہ — حسن رخ او سزائے پردہ
عالم ہمہ پردۂ مصوّر — اشیا ہمہ نقشہائے پردہ
ایں پردہ مرا ز تو جدا کرد — اینست خود اقتضائے پردہ
نے نے میانِ ما جدائی — ہرگز نکند غطائے پردہ (لااعلم)

جاہل تغیرات کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے کبیدہ خاطر ہوتا ہے۔ ان کا مقابلہ کرتا ہے، مزاحم ہوتا ہے! لیکن زندگی دائمی تغیر کا نام ہے "سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں" اس لئے جاہل کا مقابلہ خود زندگی کے قانون اور اس کی قوتوں سے ہے! یہ قانون اور اس کی قوتیں مقصد و غایت کے لحاظ سے منصفانہ اور مہربان اور عمل کے لحاظ سے غیر جانبدارانہ اور ناقابل شکست ہوتی ہیں!

ہمیں زندگی کے واقعات و تغیرات کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان کے ساتھ برضا و رغبت اشتراک عمل کرنا چاہیئے! یعنی ہمیں اس سبق پر نگاہ رکھنی چاہیے جو ہمیں ان واقعات و تجربات کے ذریعہ دیا جا رہا ہے کیونکہ جب ہم اس سبق کو یاد کر لیتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی سیرت و عمل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں تغیر پیدا کر لیتے ہیں تو پھر یہ تکلیف دہ، ناخوشگوار اور المناک واقعات و تجربات رفع ہو جاتے ہیں اور طمانیت و برد قلبی ہمیں نصیب ہوتی ہے۔ حقیقی معنیٰ میں کامیاب زندگی کا راز حق تعالیٰ کے ارادے اور مقصد کے ساتھ توافق و اتحاد ہے! اور اس مقصد وارادہ کا اظہار ان ہی واقعات و تجربات و تغیرات میں ہو رہا ہے جس کے ساتھ توافق ضروری ہے جس کا شرع کی زبان میں "توافق بالقضا" نام ہے جس کو "رضا بالقضا، و حفظ حال" سے بھی تعبیر کیا گیا ہے! اسی لئے واقفان راز نے کہا ہے کہ

بدیں سپاس کہ مجلس منوّر ست بناز   گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز

ہمیں دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تجربات کے ذریعہ سیرت کی تکمیل کریں، اپنی پوشیدہ و نہفتہ روحانی قوتوں کو ظاہر و نمایاں کریں جو الٰہی قوتیں ہم میں بالقویٰ ہیں انھیں بالفعل کریں اور ہم اسی صورت میں ارادۃ اللہ کے ساتھ توافق قائم کر سکتے ہیں جب ہم اپنی زندگی کے واقعات و تجربات کے ساتھ برضا و رغبت اشتراکِ عمل کریں، اور جو سبق وہ ہمیں سکھلانے کے لئے رونما ہو رہے ہیں انھیں سیکھیں نہ کہ ان سے تجاہل برتنے کی کوشش کریں۔

ریاضِ بندگی رعنا تراز شاخ گل ست
گردنے کز بارِ تسلیم و رضا خم می شود! (ملا شاہ احمد)

تمام تجربات کا مقصد ہمیں اس راہ پر لے چلتا ہے جو خدا کی طرف لے جاتا ہے! ہم اپنے جہل کی وجہ سے اس راہ سے بھٹک جاتے ہیں، دور جا پڑتے ہیں! جذبات و شہوات ہمیں صراطِ مستقیم سے ہٹالے جاتے ہیں! صراط مستقیم کی طرف ہمارے قدم اسی وقت اٹھ سکتے ہیں جب ہماری سیرت کی تکمیل ہو اور ہمارا روحانی ارتقا عمل میں آئے اب زندگی میں رونما ہونے والے سارے تجربات و واقعات ہماری سیرت کی تکمیل کرتے ہیں اور ہمارے روحانی ارتقاء میں مدد دیتے ہیں تاکہ ہم اس صراط مستقیم پر جو حق تعالیٰ کی طرف ہمیں لیجاتا ہے چلیں لہذا تجربات و حالات خوشگوار ہوں یا ناخوشگوار، مسرت بخش ہوں یا غمناک، ہر طور یہ ہمارے خیر برتر کے حصول کے لئے ضروری و لابدی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زندگی، ان میں ہمارے لئے ہدایت کا ایک سبق پوشیدہ ہوتا ہے جس کو معلوم کرنے اور جس پر عمل پیرا ہونے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیئے اور جب ہی ہم نے اس ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا ہمیں شقاوت و گمراہی سے نجات مل جاتی، اور ان سے پیدا ہونے والے نتائج، تنگی، خوف و حزن سے بھی!

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ تو جو شخص میری اتباع کرے گا تو وہ نہ گمراہ ہوگا وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً اور نہ شقی اور جو شخص میری نصیحت سے اعراض ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۔ کریگا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت (طٰہٰ: ۱۲) کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

ہر تجربہ، ہر واقعہ زندگی کا خیر لامتناہی کی طرف لے جاتا ہے، تصادم کی بجائے اس سے توافق ہی سب سے بڑی عقلمندی ہے، رضا بالقضا اسی کو کہا جاتا ہے، ہماری زندگی میں کوئی حادثہ نہیں نازل ہوتا مگر وہی جو حق تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدّر فرمایا ہے، وہ ہمارے مولیٰ ہیں آقا ہیں، ہمیں اپنے سب کام ان ہی کے سپرد کر دینے چاہئیں۔

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۔

شاد و خنداں پیش تیغش سر بنہ
ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ (رومی)

تمام تجربات و حادثات دوا و معالجہ کی غرض سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جب ان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو وہ غائب ہو جاتے ہیں، پھر ان دردناک حادثات کی تکرار عموماً نہیں ہوتی پھر راحت و طمانینت ہی میں زندگی گزرتی ہے!

بسرد و گرم جہاں خاطرت چو راضی شد
تمام عمر ترا آب سرد و نانِ گرم است (سلیم)

جب تک ہم حادثاتِ زمانہ سے سبق نہیں لیتے، کجروی و گمراہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اتباعِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہوات میں گرفتار رہتے ہیں اور ان مصائب و آفات کو خود پیدا کرتے رہتے ہیں جن سے ہم نجات پانا چاہتے ہیں! جب ہم نے سبق ہدایت حاصل کیا، ہماری سیرت بدلتی ہے ہم میں تقویٰ کے صفات پیدا ہوتے ہیں، ہمارا نقطۂ نگاہ بدلتا ہے؟ قانون الٰہی کے مطابق ہم فکر کرنے لگتے ہیں، حق تعالیٰ سے ربط قائم کرنے لگتے ہیں، ان کی ہدایت پر عمل پیرا ہونے لگتے ہیں۔ آفات و مصائب کا ورود جس غرض کی تکمیل کے لئے ہو رہا تھا اب وہ غرض چونکہ پوری ہو چکی ہوتی ہے، وہ بھی بتدریج غائب ہونے لگتے ہیں؛

دردناک تجربات و حادثات ہی سے ہمیں سبق ہدایت حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ ان تجربات و حالات سے بھی جو خوشگوار اور راحت بخش ہوتے ہیں ہمیں سبق سیکھنا ضروری ہے۔ آسائش و نعمت کی حالت میں بھی ہمیں شکر کے ذریعہ حق تعالیٰ کی یاد میں رہنا چاہیئے چنانچہ تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ فلیکثر اللّٰہ عند الرخاء۔ چین و آسائش کے وقت زیادہ دعا کرتے رہو۔

چین کی حالت میں دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر نعمت کو حق تعالیٰ ہی کی طرف سے سمجھا جائے وَمَا بِکُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰہِ۔ کیونکہ درحقیقت منعم و قاسم نعمت حق تعالیٰ ہی ہیں، لہٰذا ان ہی کی مرضی کے مطابق نعمتوں کا استعمال ضروری ہے۔ جب ہمیں نعمتیں عطا کی جاتی ہیں، جب ہم عافیت کی حالت میں ہوتے ہیں، جب ہمیں صحت و تندرستی ملتی ہے۔ امراض و آلام سے محفوظ ہوتے ہیں، فراخی و آسائش سے متمتع ہوتے ہیں تو یہ سب ہماری آزمائش و ابتلاء کے لئے ہوتا ہے، دیکھا جاتا ہے کہ اس عافیت کے نتیجہ کے طور پر ہم میں کبر و عجب تو نہیں پیدا ہو گیا، ہم شہوتوں و لذتوں کے درپے تو نہیں ہو گئے، موجودہ نعمتوں کو حقیر و خوار تو نہیں سمجھنے لگے اور ان نعمتوں میں عیب و نقصان تو نہیں نکالنے لگے؟ دیکھا جاتا ہے کہ کیا نعمتوں و راحتوں کی وجہ سے ہم حق تعالیٰ کی اطاعت سے روگرداں ہو کر گناہوں، اور معصیتوں میں منہمک تو نہیں ہو گئے؟ اسی لئے سمجھا جاتا ہے کہ نعمت کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آزمائش مصیبت کی آزمائش سے زیادہ سخت ہوتی ہے ۔ خوشی کا فتنہ تکلیف کے فتنہ سے بہت بُرا ہوتا ہے صاف بات ہے کہ گناہوں پر قدرت ہونے کے باوجود ان سے رک جانا یا صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے! عیش و آرام سے انسان کا جسم فربہ ہونے لگتا ہے عیش و آرام بغیر اس کو صبر نہیں آتا اور دوامِ عیش اسی وقت ممکن ہے جب اس کے حصول میں وہ لوگوں سے مدد چاہے اور ظالموں سے التجا کرے اور یہ امور نفاق، کذب، ریا، بغض، دشمنی کا سبب ہوجاتے ہیں اور ان سے تمام روحانی مہلکات پیدا ہوتے ہیں! قلب کے سارے امراض جنم لیتے ہیں! اسی لیے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے" ! [۱]

جب انسان نعمت و عافیت کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ عموماً حق تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے! ازدیادِ دولت کی تدبیریں، اپنے بچاؤ کا خیال، مال کی حفاظت کا بندوبست اس کے خرچ کرنے کا انتظام، یہ تمام امور اس کے قلب پر ہجوم کرتے ہیں، اور یہ سب اس کے دل کو سیاہ کرتے اور حق تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ غفلت میں رکھا تم کو بہتات کی حرص نے یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو۔

اسی لیے عیش سے بچنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ حضور انور صلعم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "تم تنعم سے بچو، کیونکہ اللہ کے بندے عیش کرنے والے نہیں ہوتے (ان عباد اللہ لیسوا بالمتنعمین)

سچ ہے کہ نعمت کا فتنہ مصیبت کے فتنہ سے بہت زیادہ سخت ہوتا ہے اور نعمت و مصیبت

---

[۱] حب الدنیا راس کل خطیئۃ (رواہ البیہقی فی الشعب وابن ابی الدنیا)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہر دو ہمارے لئے ابتلاء یا آزمائش ہیں! اسی حقیقت کو قرآن حکیم میں حق تعالیٰ اس طرح ادا فرما رہے ہیں:

وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (ب ۹ ع ۱۱)

ہم نے دنیا میں ان کی مختلف جماعتیں کر دیں ان میں سے بعض نیک تھے اور بعض اور طرح کے اور ہم انکو خوش حالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے کہ شاید باز آجائیں۔

اسی طرح فرمایا:

وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً (پ۱۷)

اور ہم تمکو بری بھلی حالتوں سے اچھی طرح آزماتے ہیں۔

نعمت و عافیت کی حالت میں مرد مومن مشکور ہوتا ہے، یہی اس حالت کا ادب ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ مَشْکُوْرٌ عِنْدَ الرَّخَاءِ

مومن چین کی حالت میں حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے

دل و زبان و اعضاء کے شکر ہی سے نعمتیں سلب و نقصان سے محفوظ ہوتی ہیں اور ان میں اضافہ ہوتا ہے۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

اگر تم شکر کرو تو یقیناً ہم نعمتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

خوب سمجھ لو کہ اجابت دعا، رزق و غنا، توبہ و مغفرت کا انحصار اپنی مرضی پر رکھا ہے کہ چاہا تو دیا چاہا تو نہ دیا لیکن شکر کے معاوضہ میں زیادتی نعمت بلا تخلّف ہے! اسی لئے حضور انور صلعم نے فرمایا:

مَنْ نَزَلَتْ اِلَیْهِ نِعْمَةٌ فَلْیَشْکُرْهَا

جس کو نعمت ملے وہ اس کا شکر ادا کرے!

نیز، فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ عِنْدَ الرَّخَاءِ

چین و آسایش کی حالت میں زیادہ دعا کرتے رہو

زندگی کے تجربے، حادثے، تغیر و تحوّل ہماری آزمائش، ہماری سیرت کی تعمیر، تکمیل ہماری صلاحیتوں کو بیدار کرنے، بالقوۃ کو بالفعل کرنے ہی کی غرض سے رونما ہو رہے ہیں! ان کی دو قسمیں ہیں ملائم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناملائم اور انسان کے نفس کی بھی دو حالتیں ہیں، تیسری حالت نہیں ایک عافیت دوسری بلاء۔

ناملائم یا دردناک حادثات کا ورود اس لیے ہوتا ہے کہ ہم کجروی سے باز آجائیں، شہوتوں کے اتباع سے رک جائیں، سیرت کی اصلاح کریں! سوہان قضا ہمارے پیکر خاکی کو تختہ و ہموار بناتا ہے اس کی کمی و خامی کو غم و الم کے انگارہ سے دور کرتا ہے! بقول اقبال!

جہانِ ما کہ جز انگارہ نیست
اسیر انقلابِ صبح و شام است

زسوہانِ قضا ہموارہ گردد
ہنوز ایں پیکرِ گل ناتمام است

نفس کی اس حالت کو بلا و مصیبت کی حالت سے تعبیر کیا جاتا ہے!

ملائم یا نعمت و عافیت کے حالات سے بھی ہماری آزمائش ہوتی ہے اگر ہم ان حالات میں یادِ حق سے غافل نہ ہو جائیں، اپنا رخ حق تعالیٰ ہی کی جانب رکھیں، ان کی نعمتوں کو انکی مرضی کے مطابق استعمال کریں تو ہم اپنے باطن میں یہ ندا سنتے ہیں۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ (پ ۲۳ ع ۱۳)

اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا۔

یعنی ہم حق تعالیٰ کی رحمت و رافت، لطف و منت کی دریا سے سیراب ہوتے ہیں، ہم پر ان کی نعمت و ناز و محبت کے دروازے کھل جاتے ہیں، ظاہر و باطن کی نعمتیں ہم پر تمام کر دی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ہماری پرورش و پرداخت کرتے ہیں اور یہ حالت موت کے وقت تک باقی رہتی ہے اور موت کے بعد وہ اپنے فضل و کرم سے ایسی نعمت عطا کرتے ہیں جس کو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر اس کا خطرہ گذرا![1]

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدہ ع ۲)

ناملائم یا دردناک واقعات و حادثات پر غالب آنے کا طریقہ تعطل، عجز، کسل، جبن، بزدلی اہم

[1] فتوح الغیب مقالہ، ۴۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسیلہ کوئی نہیں نہ ہی مزاحمت و مقابلہ سرکشی و سب و شتم ہے بلکہ جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ان حادثات کے سبق ہدایت سے مستفید ہونا، صبر و استقامت، حکمت و عقل مندی سے اپنی سیرت و اخلاق میں تغیر پیدا کرنا ہے! ہم میں سے اکثر کے لیے اس امر کا اعتراف سخت مشکل ہے کہ ہماری زندگی میں جو کچھ بھی درد و غم، اندوہ و الم کی صورت میں وقوع پذیر ہو رہا ہے اس کی اصل علت خود ہمارے انفس میں پوشیدہ سرگرم عمل ہوتی ہے! شیخ محی الدین اکبرؒ کی یہ تہدید کہ "یداک کبتا و فوک نفخ" یہ تیرے دونوں ہاتھوں کی کمائی ہے اور تیرے منہ کی مانگ ہے"، ہمارے سمجھ میں نہیں آتی اور ہم الزام زندگی پر رکھتے ہیں، حق تعالیٰ پر تہمت لگاتے ہیں یا اپنے ہم جنسوں کو متہم ٹھہراتے ہیں، اور اس سبق کو سیکھنے سے انکار کرتے ہیں جو حادثات والم ناک واقعات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی لامتناہی حکمت ہمیں سکھلانا چاہتی ہے ہم ٹوٹے ہوئے دل لے کر چیخ اٹھتے ہیں کہ "لوگو! دیکھو! میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جا رہا ہے! ایک مصیبت ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری اس سے زیادہ آفت مجھ پر نازل ہوتی ہے! بتلاؤ میرا کیا قصور ہے؟ یہ سب میری تقدیر کا نوشتہ ہے! ہائے تقدیر!"

طالعے دارم آنکہ از پے آب — گر روم سوئے بحر بر گردد
ور بدوزخ روم پے آتش — آتش از یخ فسردہ تر گردد
ور زکوٰۃ التماس سنگ کنم — سنگ نایاب چوں گہر گردد
ور گر سلامے برم نزد کسے — ہر دو گوشم بحکم کر گردد
ور بصحرا روم بجستن خاک — خاک حالی بہ نرخ زر گردد
ایں چنیں حالہا بہ پیش آید — ہر کرا روزگار بر گردد

(مولانا لطف اللہ نیشاپوری)

لیکن سچ بات تو یہ ہے کہ ہمارے روحانی ارتقاء کے لیے جن حالات کی ضرورت ہے ہم خود انھیں اپنی طرف جذب کرتے ہیں، ان تمام بلاؤں اور آفتوں کا باعث خود ہم ہی ہوتے ہیں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع و مانع الفاظ میں ہماری "ھویٰ متبع و شحّ مطاع" (خواہشاتِ نفسانی کا اتباع کیا گیا اور وہ حرص جس کی پیروی کی گئی ہے! جب ہماری آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور ہماری سمجھ میں آجاتا ہے کہ "از ماست کہ بر ما است" "از ما خیزد بر ما ریزد" اور زندگی میں کمال انصاف ہے تو پھر ہم چیخ اٹھتے ہیں :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (یونس)

بے شک حق تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتے لیکن لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اب ہم اپنا رخ حق تعالیٰ کی طرف کر لیتے ہیں، "انصار اللہ" بن جاتے ہیں، حق تعالیٰ کی مخالفت ترک کر دیتے ہیں، ان کے قائم کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرتے، ان کے قوانین کی پابندی کرنے لگتے ہیں! اسی میں ہماری عظیم الشان کامیابی ہے!

ماحول پر غالب آنے کا بس یہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے قلب کا جائزہ لیں اور خارجی مشکلات و آفات کے اسباب و علل کی تلاش "النفس" میں کریں!

اگر ہم دیکھیں کہ حق تعالیٰ کی محبت سے ہمارا قلب عاری یا خالی ہے، دنیوی لذتوں شہوتوں سے مملو ہے، اس کے گرد فریبہ گرویدہ ہے، اس کے رنگ و بو پر فدا، اس کے "خندۂ گریہ آمیز" پر قربان، تو ہمیں اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہنا چاہیئے کہ :

فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ۔ — سو تم کو دنیاوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور تمکو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں نہ ڈالے۔

اور "النفس" کے تغیر کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیئے اور اس وقت کے انتظار میں نہ رہنا چاہیئے جب آفات کا نزول ہونے لگے اور ہمیں مجبوراً ایسا کرنا پڑے! [illegible] ہی ہوتا ہے کہ ہماری سیہ کاری کی وجہ سے ہمارے قلب کی محبوب ترین چیز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم سے چھین لی جاتی ہے۔ اور اس وقت ہم شدتِ حزن و فرطِ غم سے ہر چیز سے ٹوٹ کر حق تعالیٰ کے قدموں پر گر جاتے ہیں اور ہمارے قلب سے یہ چیخ نکلتی ہے۔

اللھم انک تسمع کلامی و تری مکانی و تعلم سری و علانیتی لا یخفی علیک شیٔ من امری و انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبی! اسئلک مسئلۃ المسکین و ابتھل الیک ابتھال المذنب الذلیل و ادعوک دعاء الخائف الضریر و دعاء من خضعت لک رقبتہ و فاضت لک عبرتہ و ذل لک جسمہ و رغم لک انفہ اللھم لا تجعلنی بدعائک شقیاً و کن بی رؤفاً رحیماً یا خیر المسئولین و یا خیر المعطین۔ (کنز العمال عن ابن عباسؓ و عبد اللہ بن جعفرؓ)

اے اللہ تو میری بات کو سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے! تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی! میں مصیبت زدہ ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، ترساں ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنیوالا ہوں۔ تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بیکس سوال کرتے ہیں تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گنہ گار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہے جیسے خوف زدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہے اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جسکی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور اسکے آنسو بہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو! اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحیم ہو جا! اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر اے سب دینے والوں سے بہتر!!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلا کے نزول کے بعد ہم وہی کرتے ہیں جو نزول سے پہلے بھی رضا و رغبت کے ساتھ کر سکتے تھے غم والم کے انگارہ سے جھلسنے کے بعد اگر ہماری عبدیت کی یہی کیفیت ہوتی تو ہم پر یہ عذاب ہی نازل نہ ہوتا۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔ (پ ۵ ع ۶)۔ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

عذاب یا دردناک تجربوں اور مصیبتوں سے بچنے کا "طریقہ" ایمان و شکر" ہے عقیدہ و عمل ہے، ایمان باللہ و عمل صالح ہے! یعنی "انفس" کا تغیر ہے نقطۂ نظر کا بدلنا ہے سیرت کی اصلاح ہے، تقویٰ کا پیدا کرنا ہے۔ حق تعالیٰ کا دامن پکڑنا ہے، ان کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہے۔ ان کے بتلائے ہوئے طریقوں پر چلنا ہے! ہم خود اپنے ہاتھوں اپنی عافیت کے خرمن میں آگ لگاتے ہیں، ہم خود اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں ہم خود اپنی جانوں کے دشمن ہیں، ہمارے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں! شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نے اس حقیقت کو خوب لکھا ہے:

آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش — چوں خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمن خویش — اے وائے من و دست من و دامن خویش

اسی لئے حق تعالیٰ نے جو ہمارے مولیٰ ہیں اور سب سے زیادہ خیر خواہ ہیں، ہم سبھوں کو اگلوں اور پچھلوں کو، ایک ہی وصیت فرمائی ہے اور وہ یہی ہے کہ ہم تقویٰ کی زندگی بسر کریں۔

ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ (پ ۵ ع ۱۶)

واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ حکم خداوندی کی اطاعت کرو اور اسکی مخالفت سے بچو یعنی تقویٰ کی زندگی اختیار کرو۔ (ختم شد)

© rasailojaraid.com